قرآن و نہج البلاغہ کی روشنی میں رسول اکرمؐ کا تعارف

سید بشارت حسین موسوی تھگسوی[1]

خلاصہ:

مسلمانوں کے درمیان رسول اکرم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بات کرنا اور مطالب جمع کرنا ان سے خاص عقیدت اور محبت کا اظہار شروع سے توجہ کا مرکز رہا۔ یہی وجہ ہے کہ خود آپ کے زمانے میں بہت سے شعرا اور ادیبوں نے آپ کی شان میں مدح سرائی کی ہے، ساتھ ہی بہت سی ایسی روایات اصحاب کی زبانی نقل ہوئی ہیں جو صرف آنحضرت کی زندگی، سیرت، کردار اور گفتار سے مربوط ہیں۔ ان تمام راویوں میں سے سب سے زیادہ موثق اور معتبر وہ راوی ہے جنہوں نے نہ صرف بچپن سے آخری وقت تک آپ کے ساتھ زندگی گزاری بلکہ آپ کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ عمل بنایا وہ امیر المومنین علی ابن بی طالب علیہ السلام ہیں۔ امیر المومنین علی ابن طالبؑ کے فرامین مختلف کتابوں میں نقل ہوئے ہیں مگر ان میں سے ایک اہم مجموعہ جو شیعہ، سنی دونوں کے ہاں نہ صرف مشہور ہے بلکہ اسے قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے وہ "نہج البلاغہ" ہے۔ اس کتاب میں امام علی علیہ السلام کے ایسے گہربار کلمات موجود ہیں جن سے رسول خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ زیر نظر مضمون میں توصیفی انداز میں اسی موضوع پر بحث کی گئی ہے کہ نہج البلاغہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف کیسے پیش کیا گیا ہے۔

کلیدی الفاظ: قرآن، نہج البلاغہ، تعارف، سیرت

مقدمہ

یہ روز روشن کی طرح عیاں اور واضح بات ہے کہ کسی بھی شخصیت کے حوالے سے مکمل معلومات حاصل کرنے اور ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے آگاہی کے لیے ضروری ہے کہ اس شخصیت کے قریبی ترین اور قابل اعتماد افراد کے ذریعے معلومات حاصل کی جائے تاکہ کسی بھی قسم کے شکوک

[1] ۔ ایم فل اسکالر، المصطفیٰ انٹر نیشنل یونیورسٹی قم ایران

وشبہات سے مبرا معلومات حاصل ہوسکے۔ اسی لیے سیرت نبوی کی مکمل معرفت کیسے حاصل ہوگی؟ اس عظیم الٰہی شخصیت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو کون ہمارے لیے بہتر اور خوبصورت انداز میں پیش کر سکیں گے؟ اس حوالے سے مطمئن ترین منابع کن کی باتوں کو سمجھا جائے گا؟ ان سوالات کے جواب میں ہر عاقل اور فہم وشعور رکھنے والا شخص یہی کہے گا کہ ان کے سب سے قریب رہنے والی ہستی یا ان کی آغوش میں تربیت پانے کے بعد آخری زندگی تک ہمیشہ ان کے ساتھ رہنے والا ہی ہمیں ان کی معرفت کا ذریعہ بننے کے ساتھ اس عظیم الٰہی شخصیت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کر سکے گا، نیز وہی ہمارے لیے بہترین منبع قرار پائے گا۔ دوسرا سوال یہ سامنے آتا ہے کہ وہ کون ہے جو سب سے زیادہ آنحضرتؐ کے قریب رہے اور آپؐ کو باقیوں سے زیادہ بہتر انداز میں جانتے اور پہچانتے ہیں؟ اس کا جواب خود رسالتمآبؐ کی احادیث مبارکہ میں موجود ہے کہ ان کے بعد سب سے زیادہ جاننے والا اور ان کے نزدیک ترین ہستی امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہی ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کو عالم اسلام کے ممتاز علماء و محدثین نے نقل کیا ہے: أَعْلَمُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.[1] میرے بعد میری امت میں سب سے زیادہ جاننے والا علی ابن ابی طالبؑ ہے۔ اسی طرح آنحضرتؐ خود مولا علیؑ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

يَا عَلِيُّ مَا عَرَفَ اللَّهَ إِلَّا أَنَا وَ أَنْتَ، وَ مَا عَرَفَنِي إِلَّا اللَّهُ وَ أَنْتَ، وَ مَا عَرَفَكَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَا.[2]

اے علی! میرے اور آپ کے علاوہ اللہ کو کسی نے نہیں پہچانا اور اللہ اور آپ کے علاوہ کسی نے مجھے نہیں پہچانا اور اللہ اور میرے علاوہ آپ کو کسی نے نہیں پہچانا۔

لہذا انہی احادیث کے پیش نظر ہم اس مختصر مضمون میں سرور دوجہان، تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں مختلف پہلوؤں کو مولائے کائنات، اسد اللہ الغالب، حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فرامین کا مجموعہ "نہج البلاغہ" کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

"نہج البلاغہ" کا تعارف

---

[1] ۔ دیلمی، فردوس الاخبار، ج۱، ح۱۴۹۱/ سید علی ہمدانی، مودۃ القربیٰ، مودت ۵، حدیث، ۳ص ۶۰

[2] ۔ تقی مجلسی، روضۃ المتقین، ج۵، ص ۴۹۲

قرآن مجید کے علاوہ کسی بھی کتاب کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تمام غلطیوں اور اشتباہات سے مبرا ہے۔ احادیث، روایات اور تاریخ کے حوالے سے بھی تمام اسلامی فرقوں کے ہاں خاص منابع معین ہیں جو ان کے عقائد و تعلیمات کے معیار کے مطابق ہیں۔ تاہم نہج البلاغہ کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک ایسی عظیم کتاب ہے جس پر نہ صرف شیعہ علماء بلکہ اہل سنت علما اور دانشوروں نے بھی اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اس کتاب میں موجود عظیم گوہر بار کلمات کی علمی، ادبی اور معنوی نکات کی تعریف کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور اہل سنت عالم عبدالحمید بن ھبۃ اللہ المعروف ابن ابي الحديد معتزلي (متوفي ۶۵۶ھ) نے اس کتاب پر جامع شرح لکھی، نیز جرج جرداق جیسا مستشرق بھی اس کتاب کے مطالعہ کی تاکید کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔ نہج البلاغہ تین حصوں پر مشتمل ہے: پہلا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے مشہور خطبات پر مشتمل ہے، دوسرا آپ کے بہت سے خطوط اور تیسرا حصہ مختصر فرامین اور اقوال زرین پر مشتمل ہے جسے کلمات قصار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کتاب میں جہاں پروردگار عالم کی وحدانیت کے معارف موجود ہیں وہاں پر رسول خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ کا خاندان

مولائے متقیان علی علیہ السلام کے فرامین میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاندانی شخصیت کے حوالے سے تفصیلی ذکر موجود ہے، جیسے کہ آپؑ فرماتے ہیں:

فَاسْتَوْدَعَهُمْ فِي أَفْضَلِ مُسْتَوْدَعٍ وَ أَقَرَّهُمْ فِي خَيْرِ مُسْتَقَرٍّ، تَنَاسَخَتْهُمْ كَرَائِمُ الْأَصْلَابِ إِلَى مُطَهَّرَاتِ الْأَرْحَامِ، كُلَّمَا مَضَى مِنْهُمْ سَلَفٌ قَامَ مِنْهُمْ بِدِينِ اللَّهِ خَلَفٌ حَتَّى أَفْضَتْ كَرَامَةُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى إِلَى مُحَمَّدٍ ص فَأَخْرَجَهُ مِنْ أَفْضَلِ الْمَعَادِنِ مَنْبِتاً وَ أَعَزِّ الْأَرُومَاتِ مَغْرِساً مِنَ الشَّجَرَةِ الَّتِي صَدَعَ مِنْهَا أَنْبِيَاءَهُ وَ انْتَجَبَ مِنْهَا أُمَنَاءَهُ، عِتْرَتُهُ خَيْرُ الْعِتَرِ وَ أُسْرَتُهُ خَيْرُ الْأُسَرِ .[1]

پروردگار نے انبیاء بہترین مقامات پر ودیعت رکھا اور بہترین منزل میں مستقر

[1] ۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۹۴

کیا۔ وہ مسلسل شریف ترین اصلاب سے پاکیزہ ترین ارحام کی طرف منتقل ہوتے رہے کہ جب کوئی بزرگ گزر گیا تو دین خدا کی ذمہ داری بعد والے نے سنبھال لی۔ یہاں تک کہ الٰہی شرف حضرت محمد مصطفیؐ تک پہنچ گیا اور اس نے انہیں بہترین نشو و نما کے معدن اور شریف ترین اصل کے مرکز کے ذریعہ دنیا میں بھیج دیا۔ اسی شجرۂ طیبہ سے جس سے انبیاء کو پیدا کیا اور اپنے امینوں کا انتخاب کیا۔ پیغمبر کی عترت بہترین اور ان کا خاندان شریف ترین خاندان ہے۔

نبی گرامی اسلامؐ کی پاک نسل اور ان کے خاندان کی شرافت اور عظمت کو امام الاولیاء علیہ السلام نے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے:

واخْتَارَهُ مِنْ شَجَرَةِ الْأَنْبِيَاءِ، وَ مِشْكَاةِ الضِّيَاءِ، وَ ذُؤَابَةِ الْعَلْيَاءِ، وَ سُرَّةِ الْبَطْحَاءِ، وَ مَصَابِيحِ الظُّلْمَةِ وَ يَنَابِيعِ الْحِكْمَةِ.[1]

اس نے آپ کا انتخاب انبیاء کرام کے شجرہ، روشنی کے فانوس، بلندی کی پیشانی، ارض بطحا کی ناف زمین، ظلمت کے چراغوں اور حکمت کے سر چشموں کے درمیان سے کیا ہے۔

ولادت

مولا علی علیہ السلام نے مختلف خطبوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے حوالے سے اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتے ہیں: كَرِيماً مِيلَادُهُ.[2] یعنی ان کی ولادت مسعود و مبارک تھی۔ ایک اور خطبہ میں آنحضرتؐ کی پیدائش کی جگہ کا بھی ذکر فرماتے ہیں: مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ۔[3] یعنی ان کی ولادت مکہ میں ہوئی۔

---

[1]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۰۸

[2]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱

[3]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۶۱

بچپن کے ایام

یقیناًاس عظیم الٰہی شخصیت کا بچپن بھی باقی عام بچوں سے مختلف تھا، کیونکہ خداوند متعال نے آپؐ سے ایک عظیم کام لینا تھا،اسی لیے خود پروردگار نے آپؐ کی تربیت کا بھی خاص اہتمام فرمایا تھا۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کے ایام اوران کی تربیت کے بارے میں بھی مولا علی علیہ السلام نے اپنے گہربار کلمات میں اشارہ فرمایاہے، جیسے کہ آپ بچپنے میں بہترین مخلوقات اور سن رسیدہ ہونے پر اشرف کائنات تھے: خَيْرَ الْبَرِيَّةِ طِفْلًا وَ أَنْجَبَهَا كَهْلا.[1]

اسی طرح مولاؑ نے حضورؐ کی تربیت کے حوالے سے فرمایا:

> وَ لَقَدْ قَرَنَ اللَّهُ بِهِ مِنْ لَدُنْ كَانَ فَطِيماً أَعْظَمَ ملكا [مَلَكٍ] مِنْ مَلَائِكَةٍ يَسْلُكُ بِهِ طَرِيقَ الْمَكَارِمِ وَ مَحَاسِنَ أَخْلَاقِ الْعَالَمِ لَيْلَهُ وَ نَهَارَهُ.[2]
>
> اسی وقت سے جب رسول خداؐ کو دودھ چھڑوایااللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں سے ایک بڑے فرشتے کو ان پر مامور کیاکہ دن رات بہترین طریقے سے انہیں اخلاق سکھایا جائے۔

یہاں پر "اعظم ملک من الملایکہ" سے کیامراد ہے؟

قرآن کریم کی اس آیت " وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا "[3] کے ذیل میں امام صادق علیہ السلام سے روح کی معنی کے بارے میں مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

> خَلْقٌ وَ اللَّهِ أَعْظَمُ مِنْ جَبْرَئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ، وَ قَدْ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ص يُخْبِرُهُ وَ يُسَدِّدُهُ، وَ هُوَ مَعَ الْأَئِمَّةِ يُخْبِرُهُمْ وَ يُسَدِّدُهُمْ.[4]
>
> خدا کی قسم! جبرئیل اور میکائیل سے بڑی ایک مخلوق ہے جو ہر وقت رسول خداؐ کے ساتھ ہوتی تھی اور انہیں ہر وقت رہنمائی کرتی تھی اور یہ اماموں کے

---

[1]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۰۵

[2] نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۲

[3]۔ سورہ شوریٰ، آیت ۵۲

[4]۔ اصول کافی ج ۱، ص ۲۷۳/ بحار الانوار، ج ۱۸، ص ۲۵۴

ساتھ بھی ہوتی ہے اور ہمیشہ ان کی رہنمائی کرتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بچپنے میں بھی کبھی کسی غلط کام کی طرف توجہ نہیں دی اور کبھی کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوئے۔ مولا علی علیہ السلام اس حوالے سے فرماتے ہیں: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ص يَقُولُ مَا هَمَمْتُ بِشَيْءٍ مِمَّا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْمَلُونَ بِهِ.[1] میں نے رسول خداؐ سے فرماتے ہوئے سنا: میں نے کبھی نہیں چاہا کہ زمانہ جاہلیت میں رائج برے کاموں کو انجام دوں۔

بعثت پیغمبر اکرمؐ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت تاریخ بشریت میں ایک اہم ترین واقعہ ہے، اسی لیے قرآن کریم میں بھی خداوند متعال نے اس اہم واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے مومنین پر اپنا احسان قرار دیا ہے:

> لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ.[2]
>
> ایمان والوں پر اللہ نے بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔

نبی اکرمؐ کی بعثت کی اہمیت کو سمجھانے کے لیے امام علیؑ نے جاہلیت کے تاریک اور سیاہ ترین دور کی نشاندہی کرتے ہوئے قرآنی تعبیر "فترت" بھی استعمال کیا ہے۔ جیسے آپ فرماتے ہیں: أَرْسَلَهُ عَلَى حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَ طُولِ هَجْعَةٍ مِنَ الْأُمَمِ.[3] اللہ نے انہیں اس دور میں بھیجا جب رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا اور امتیں خواب غفلت میں پڑی ہوئی تھیں۔

---

[1] ۔ ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، ج ۱۳، ص ۲۰۷/ کنز العمال، ج ۱۱، ص ۴۵۴

[2] ۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۶۴

[3] ۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۸۹

امیر المومنین علیہ السلام ایک اور جگہ زمانہ جاہلیت کے حالات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أَضَاءَتْ بِهِ الْبِلَادُ بَعْدَ الضَّلَالَةِ الْمُظْلِمَةِ، وَ الْجَهَالَةِ الْغَالِبَةِ، وَ الْجَفْوَةِ الْجَافِيَةِ، وَ النَّاسُ يَسْتَحِلُّونَ الْحَرِيمَ، وَ يَسْتَذِلُّونَ الْحَكِيمَ يَحْيَوْنَ عَلَى فَتْرَةٍ، وَ يَمُوتُونَ عَلَى كَفْرَة.[1]

ان کی وجہ سے تمام شہر روشن ہوگئے ضلالت کی تاریکی، جہالت کے غلبہ اور بد سرشتی اور بداخلاقی کی شدت کے بعد جب لوگ حرام کو حلال بنائے ہوئے تھے اور صاحبان حکمت کو ذلیل سمجھ رہے تھے۔رسولوں سے خالی دور میں زندگی گزار رہے تھے اور کفر کی حالت میں مر رہے تھے۔

اس کے علاوہ بھی نہج البلاغہ کے مختلف خطبات میں یہ باتیں ملتی ہیں کہ آپ نے لوگوں کو اسلام سے پہلے کے حالات اور اس تاریک زندگی کے رموز سے پردہ اٹھایا ہے۔ یقیناامام علیؑ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اس عظیم ہستی یعنی رسول خدا حضرت محمد مصطفیؐ کی نعمت کی قدر کریں جن کے آنے سے ظلمات اور تاریکی نور روشنی میں بدل گئیں۔

نبی اکرمؐ کی خوشخبری

زمانہ جاہلیت کے ان حالات کے ذکر کے بعد اس نکتہ کی طرف توجہ دیناضروری تھا کہ ان تمام سختیوں ،تاریکیوں، نااُمیدوں اور بدبختی کے درمیان خدا کے نیک بندے ایک امید لگائے بیٹھے تھے کہ یقیناً خدا کی طرف سے ایک نجات دہندہ ضرور آئے گا جو اس تاریک معاشرے کو عدل وانصاف پر مشتمل ایک بہترین معاشرے میں بدل دے گا۔ان کی اس آخری امید کا نام نبی خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔امام علیؑ نے رسول اکرمؐ کے ظہور کی خوشخبری کو یوں بیان فرمایا ہے:

إِلَى أَنْ بَعَثَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مُحَمَّداً [ص] رَسُولَ اللَّهِ ص لِإِنْجَازِ عِدَتِهِ، وَ إِتْمَامِ نُبُوَّتِهِ مَأْخُوذاً عَلَى النَّبِيِّينَ مِيثَاقُهُ، مَشْهُورَةً سِمَاتُهُ، كَرِيماً مِيلَادُهُ، وَ أَهْلُ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ مِلَلٌ مُتَفَرِّقَةٌ، وَ أَهْوَاءٌ مُنْتَشِرَةٌ-

[1]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۱

وَ طَرَائِقُ مُتَشَتِّتَةٌ، بَيْنَ مُشَبِّهٍ لِلَّهِ بِخَلْقِهِ أَوْ مُلْحِدٍ فِي اسْمِهِ أَوْ مُشِيرٍ إِلَى غَيْرِهِ فَهَدَاهُمْ بِهِ مِنَ الضَّلَالَةِ وَ أَنْقَذَهُمْ بِمَكَانِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ.[1]

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کرنے اور اپنی نبوت کو مکمل کرنے کے لیے حضرت محمدؐ کو بھیج دیا، جن کے بارے میں انبیاء سے عہد لیا جا چکا تھا اور جن کی علامتیں مشہور اور ولادت مسعود و مبارک تھی۔ اس وقت اہل زمین متفرق مذاہب، منتشر خواہشات اور مختلف راستوں پر گامزن تھے۔ کوئی خدا کو مخلوقات کی شبیہ بتا رہا تھا، کوئی اس کے ناموں کو بگاڑ رہا تھا اور کوئی دوسرے خدا کا اشارہ دے رہا تھا۔ مالک نے آپ کے ذریعہ سب کو گمراہی سے ہدایت دی اور جہالت سے باہر نکال لیا۔

بعثت کے اہداف و مقاصد

اس سے پہلے ذکر ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت یقیناً تاریخ انسانیت میں ایک اہم واقعہ ہے اور اس کے اہداف اور فوائد بھی یقیناً نہایت ارزشمند ہیں۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے بعثت رسول کے مندرجہ ذیل اہداف و فوائد بیان فرمائے ہیں:

۱۔ ہدایت ور ہنمائی

نہج البلاغہ کے خطبات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنینؑ کی نگاہ میں بعثت کا ایک اہم ہدف ہدایت اور رہنمائی ہے۔ جسے آپ نے کئی مقامات پر اشارہ کیا ہے:

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالدِّينِ الْمَشْهُورِ، وَ الْعَلَمِ الْمَأْثُورِ، وَ الْكِتَابِ الْمَسْطُورِ، وَ النُّورِ السَّاطِعِ، وَ الضِّيَاءِ اللَّامِعِ، وَ الْأَمْرِ الصَّادِعِ، إِزَاحَةً لِلشُّبُهَاتِ، وَ احْتِجَاجاً بِالْبَيِّنَاتِ، وَ تَحْذِيراً بِالْآيَاتِ، وَ تَخْوِيفاً بِالْمَثُلَاتِ.[2]

[1]۔ نہج البلاغہ خطبہ ۱

[2]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔انہیں پروردگار نے مشہور دین، ماثور نشانی، روشن کتاب، ضیاء پاش نور، چمکدار روشنی اور واضح امر کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ شبہات زائل ہو جائیں اور دلائل کے ذریعہ حجت تمام کی جاسکے، آیات کے ذریعہ ہوشیار بنایا جاسکے اور مثالوں کے ذریعہ ڈرایا جاسکے۔

دوسری جگہ اہداف و مقاصد کو ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ، وَ رَسُولُهُ، الْمُجْتَبَىَ مِنْ خَلَائِقِهِ، وَ الْمُعْتَامُ لِشَرْحِ حَقَائِقِهِ، وَ الْمُخْتَصُّ بِعَقَائِلِ كَرَامَاتِهِ، وَ الْمُصْطَفَى لِكَرَائِمِ رِسَالاتِهِ، وَ الْمُوَضَّحَةُ بِهِ أَشْرَاطُ الْهُدَى، وَ الْمَجْلُوُّ بِهِ غِرْبِيبُ الْعَمَى.[1]

اور پھر میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے عبد اور تمام مخلوقات میں منتخب رسول ہیں۔انہیں حقائق کی تشریح کے لیے چنا گیا ہے اور بہترین شرافتوں سے مخصوص کیا گیا ہے۔ عظیم ترین پیغامات کے لیے ان کا انتخاب ہوا ہے اور ان کے ذریعہ ہدایت کی علامات کی وضاحت کی گئی ہے اور گمراہی کی تاریکیوں کو دور کیا گیا ہے۔

مولا علی علیہ السلام کے مندرجہ بالا اقوال کی روشنی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے اہداف تمام شبہات کے زائل ہونے، دلائل کے ذریعے اتمام حجت کرنے، نشانیوں کے ذریعے ہوشیار بنانے اور مثالوں کے ذریعے ڈرائے جانے سے عبارت ہے۔ جبکہ فوائد یہ ہیں کہ ان کی ذات مبارکہ کے ذریعے ہدایت کی نشانیاں واضح کی گئی اور گمراہی اور تاریکیوں کو دور کیا گیا۔

۲۔دعوت توحید

ایک اور جگہ امیر المومنینؑ نے بعثت کا ہدف اور مقصد بت پرستی سے نکال کر خداوند رحمان کی عبادت کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کو قرار دیتے ہیں:

---

[1]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۷۸

فَبَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّداً ص بِالْحَقِّ، لِيُخْرِجَ عِبَادَهُ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ إِلَى عِبَادَتِهِ، وَ مِنْ طَاعَةِ الشَّيْطَانِ إِلَى طَاعَتِهِ، بِقُرْآنٍ قَدْ بَيَّنَهُ وَ أَحْكَمَهُ، لِيَعْلَمَ الْعِبَادُ رَبَّهُمْ إِذْ جَهِلُوهُ، وَ لِيُقِرُّوا بِهِ بَعْدَ إِذْ جَحَدُوهُ، وَ لِيُثْبِتُوهُ بَعْدَ إِذْ أَنْكَرُوه.[۱]

پروردگار عالم نے حضرت محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تاکہ آپ لوگوں کو بت پرستی سے نکال کر عبادت الٰہی کی منزل کی طرف لے آئیں اور شیطان کی اطاعت سے نکال کر رحمان کی اطاعت کرائیں، اس قرآن کے ذریعہ جسے اس نے واضح اور محکم قرار دیا ہے تاکہ بندے خدا کو نہیں پہچانتے ہیں تو پہچان لیں اور اس کے منکر ہیں تو اقرار کرلیں اور ہٹ دھرمی کے بعد اسے مان لیں۔

۳۔اتمام حجت

امیر المومنین علی علیہ السلام کی نگاہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کے حکم سے احکام الٰہی نافذ کرنے والے اور اپنی حجت کو تمام کرنے والے ہیں۔اس بات کا اظہار آپ نے ان الفاظ میں کیا:

وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً ص عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ لِإِنْفَاذِ أَمْرِهِ، وَ إِنْهَاءِ عُذْرِهِ، وَ تَقْدِيمِ نُذُرِه.[۲]

اور میں گواہی دیتا ہو کہ حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔انہیں پروردگار نے اپنے حکم کو نافذ کرنے ،اپنی حجت کو تمام کرنے اور عذاب کی خبریں پیش کرنے کے لیے بھیجا ہے۔

۴۔بدعتوں کا مقابلہ

امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبے میں رسول گرامی اسلامؐ کی بعثت کے اہداف میں سے ایک بدعتوں کا قلع قمع کرنا بھی قرار دیا ہے:

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۴۷

۲۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۸۳

أَرْسَلَهُ بِحُجَّةٍ كَافِيَةٍ، وَ مَوْعِظَةٍ شَافِيَةٍ، وَ دَعْوَةٍ مُتَلَافِيَةٍ، أَظْهَرَ بِهِ الشَّرَائِعَ الْمَجْهُولَةَ، وَ قَمَعَ بِهِ الْبِدَعَ الْمَدْخُولَةَ، وَ بَيَّنَ بِهِ الْأَحْكَامَ الْمَفْصُولَةَ.[1]

پروردگار نے آپ کو کفایت کرنے والی حجت، شفا دینے والی نصیحت اور گذشتہ تمام امور کی تلافی کرنے والی دعوت کے ساتھ بھیجا ہے۔آپ کے ذریعہ غیر معروف شریعتوں کو ظاہر کیا ہے اور مہمل بدعتوں کا قلع قمع کر دیا ہے اور واضح احکام کو بیان کر دیا ہے۔

سیرت رسول اکرمؐ بہترین نمونہ

یقیناً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہم سب کے لیے نمونہ عمل ہے۔اس بات پر قرآن مجید کی واضح آیت موجود ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [2]

بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔

یہ آیت کریمہ کی روشنی میں تمام اسلامی تعلیمات اور احکام کی شناخت کا معیار نبی اکرمؐ کی ذات ہے اور اس ہستی کی سیرت اور کردار ہر جگہ لوگوں کے لیے نمونہ ہے۔اسی لیے ائمہ معصومین علیہم السلام نے بھی اسلامی احکامات بیان فرماتے ہوئے مختلف جگہوں پر نبی اکرمؐ کی رفتار و کردار کو معیار قرار دیا ہے۔[3]

امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے مختلف فرامین میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی اطاعت اور پیروی کو لازم قرار دیتے ہیں جیسے کہ آپؑ فرماتے ہیں:

وَ لَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ كَافٍ لَكَ فِي الْأُسْوَةِ... فَتَأَسَّ بِنَبِيِّكَ الْأَطْيَبِ الْأَطْهَرِ، فَإِنَّ فِيهِ أُسْوَةً لِمَنْ تَأَسَّى، وَ عَزَاءً لِمَنْ تَعَزَّى، وَ أَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللَّهِ الْمُتَأَسِّي بِنَبِيِّهِ وَ الْمُقْتَصُّ لِأَثَرِهِ.[4]

---

[1]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۶۱

[2]۔ احزاب، آیت ۲۱

[3]۔ احتجاج طبرسی، ج ۱، ص ۲۷۸، ۱۷ / ۳ / علل الشرائع، ص ۱۳۹

[4]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۶۰

یقیناً رسول اکرمؐ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے، تم لوگ اپنے طیب و طاہر پیغمبر کا اتباع کرو کہ ان کی زندگی میں پیروی کرنے والے کے لیے بہترین نمونہ اور صبر و سکون کے طلب گاروں کے لیے بہترین سامان صبر و سکون ہے۔ اللہ کی نظر میں محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اس کے پیغمبر کا اتباع کرے اور ان کے نقش قدم پر آگے بڑھائے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر پیغمبر اکرمؐ کی سنت کو بہترین سنت قرار دیتے ہوئے ان کی پیروی کرنے کی تاکید فرماتے ہیں:

وَ اقْتَدُوا بِهَدْيِ نَبِيِّكُمْ فَإِنَّهُ أَفْضَلُ الْهَدْيِ، وَ اسْتَنُّوا بِسُنَّتِهِ فَإِنَّهَا أَهْدَى السُّنَن.[1]

اپنے پیغمبر کی ہدایت کے راستہ پر چلو کہ یہ بہترین ہدایت ہے اور ان کی سنت کو اختیار کرو کہ یہ سب سے بہتر ہدایت کرنے والی ہے۔

قرآنی آیت اور مولاؑ کی ان تفاسیر کی روشنی میں یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ رسول خداؐ کی زندگی بہترین نمونہ عمل ہے، ان کی سیرت پر چلنا ضروری اور ان کی سنت کی پیروی لازم ہے تو یہ سوال پیش آتا ہے کہ ان کی سنت کو کہاں سے حاصل کریں اور اس کا معیار کیا ہے؟ اس کا جواب بھی خود مولا علی علیہ السلام کے فرامین میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے:

وَ لَمَّا دَعَانَا الْقَوْمُ إِلَى أَنْ نُحَكِّمَ بَيْنَنَا الْقُرْآنَ لَمْ نَكُنِ الْفَرِيقَ الْمُتَوَلِّيَ عَنْ كِتَابِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى، وَ قَدْ قَالَ اللَّهُ [تَعَالَى عَزَّ مِنْ قَائِلٍ] سُبْحَانَهُ: (فَإِنْ تَنازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ)، فَرَدُّهُ إِلَى اللَّهِ أَنْ نَحْكُمَ بِكِتَابِهِ، وَ رَدُّهُ إِلَى الرَّسُولِ أَنْ نَأْخُذَ بِسُنَّتِهِ، فَإِذَا حُكِمَ بِالصِّدْقِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَنَحْنُ أَحَقُّ النَّاسِ بِهِ، وَ إِنْ حُكِمَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ص فَنَحْنُ أَحَقُّ النَّاسِ وَ أَوْلَاهُمْ بِهَا.[2]

اس قوم نے ہمیں دعوت دی کہ ہم قرآن سے فیصلہ کرائیں تو ہم تو قرآن سے

---

[1] ۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۱۰

[2] ۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۲۵

رو گردانی کرنے والے نہیں تھے جب کہ پروردگار نے فرمادیا ہے کہ اپنے اختلافات کو خدااور رسول کی طرف موڑ دو اور خدا کی طرف موڑنے کا مطلب اس کی کتاب سے فیصلہ کرانا ہے اور رسولؐ کی طرف موڑنے کا مقصد بھی سنت کا اتباع کرنا ہے اور یہ طے ہے کہ اگر کتاب خدا سے سچائی کے ساتھ فیصلہ کیا جائے تو اس کے سب سے زیادہ حقدار ہم ہی ہیں اور اسی طرح سنت پیغمبر کے لیے سب سے اولیٰ واقرب ہم ہی ہیں۔

نبی اکرمؐ کی صفات حسنہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تمام نیک صفات کا مجموعہ تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام تمام بری صفات سے مبرا اور پاک ومنزہ ہوتے ہیں لیکن وہ کونسی صفات ہیں جسے مولا علی علیہ السلام نے اپنے فرامین میں واضح طور پر ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔آپ کے گہر بار فرامین میں چند صفات کو زیادہ روشن کیا ہے یہاں ہم صرف ان کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں:

ا۔امانت داری

یہ وہ صفت ہے جس کی وجہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت سے پہلے بھی مشہور تھے اور اسی بنا پر لوگ آپ کو "محمد امین" کے نام سے پکارتے تھے۔ قرآن مجید میں بھی آنحضرتؐ کو اس صفت کے ساتھ پکارا ہے۔[1] مولا علی علیہ السلام نے بھی انہیں انہی الفاظ کے ساتھ یاد کیا ہے:

إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّداً نَذِيراً لِلْعَالَمِينَ وَ أَمِيناً عَلَى التَّنْزِيلِ.[2] یعنی بے شک خدا نے محمدؐ کو عالمین کے لیے ڈرانے والا اور اپنی کتاب کی آیتوں کا امانت دار بنا کا مبعوث کیا۔

---

[1]۔ تکویر، آیات ۱۹ تا ۲۱

[2]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲۶

۲۔استقامت

تمام تر مشکلات کے باجود اپنی مشن اور ہدف کو آگے بڑھانے کے لیے سب سے اہم چیز استقامت ہے اور نبی گرامی اسلامؐ نے تبلیغ دین اسلام کے راستے میں سب سے زیادہ استقامت کا مظاہرہ کیا۔ اسی بات کو امیر المومنینؑ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

> أَرْسَلَهُ دَاعِياً إِلَى الْحَقِّ وَ شَاهِداً عَلَى الْخَلْقِ، فَبَلَّغَ رِسَالاتِ رَبِّهِ، غَيْرَ وَانٍ وَ لَا مُقَصِّرٍ، وَ جَاهَدَ فِي اللّٰهِ أَعْدَاءَهُ غَيْرَ وَاهِنٍ وَ لَا مُعَذِّرٍ، إِمَامُ مَنِ اتَّقَى وَ بَصَرُ مَنِ اهْتَدَى.[1]
>
> اللہ نے پیغمبر کو اسلام کی طرف دعوت دینے والا اور مخلوقات کے اعمال کا گواہ بنا کر بھیجا تو آپ نے پیغام الٰہی کو مکمل طور سے پہچا دیا۔ نہ کوئی سستی کی اور نہ کوئی کوتاہی۔ دشمنان خدا سے جہاد کیا اور اس راہ میں نہ کوئی کمزوری دکھلائی اور نہ کسی حیلہ اور بہانہ کا سہارا لیا۔ آپ متقین کے امام اور طلب گاران ہدایت کے لیے آنکھوں کی بصارت تھے۔

۳۔عالمین کے لیے رحمت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اہم صفت جسے قرآن نے بھی واضح انداز میں بیان فرمایا ہے وہ تمام عالمین کے لیے رحمت ہونا ہے اور مولا علی علیہ السلام بھی آنحضرت کو اسی لقب سے یاد کرتے ہیں:

> وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً نَجِيبُ اللّٰهِ، وَ سَفِيرُ وَحْيِهِ، وَ رَسُولُ رَحْمَتِهِ۔[2]
>
> اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے منتخب بندہ۔ اس کی وحی کے سفیر اور اس کی رحمت کے رسول ہیں۔

---

[1]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۱۶

[2]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۸

۴۔ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمام انبیاء علیہم السلام میں سے ایک خاص خصوصیت جو ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پائی جاتی ہے وہ خاتم النبیین اور خاتم المرسلین کا ہونا ہے جس کی طرف آیات قرآنی کے علاوہ خود آنحضرتؐ نے حدیث منزلت میں بھی بیان فرمایا ہے۔ مولا علی علیہ السلام اسی خصوصیت کا بھی خاص طور پر تذکرہ فرماتے ہیں:

إِلَى أَنْ بَعَثَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مُحَمَّداً [ص] رَسُولَ اللَّهِ لِإِنْجَازِ عِدَتِهِ وَ إِتْمَامِ نُبُوَّتِهِ.[1]

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کرنے اور اپنے نبوت کو مکمل کرنے کے لیے حضرت محمدؐ کو بھیج دیا۔

نتیجہ بحث

اسلام کے ابتدائی دور سے ہی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالات زندگی اور آپ کے گفتار و کردار سے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ جن اصحاب نے آنحضرت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اپنے کلام میں اجاگر کیا ہے ان میں سے ایک اہم مستند و معتبر شخصیت امیر المومنین علی علیہ السلام کی ذات گرامی ہے، نیز وہ کتابیں جو آنحضرت کی سوانح حیات کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں ان میں سے ایک اہم منبع و مصدر "نہج البلاغہ" ہے۔ مندرجہ بالا مطالب کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے فرامین میں رسول خدا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر جس دقیق انداز میں تفصیلی روشنی ڈالی ہے ایسی علمی اور ادبی گفتگو کسی عام انسان سے بعید ہے۔ مولا علیؑ نے آنحضرتؐ کی ولادت، بچپن، جوانی اور بعثت کے بارے میں تفصیل سے ذکر کرنے کے ساتھ آپ کی بعثت سے پہلے کے حالات و واقعات کی طرف بھی اشارہ کیا تاکہ آنحضرت کی بعثت کے فلسفے کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ مولا امیرؑ کی نظر میں پیغمبر خداؐ کی بعثت کے اہداف اور فوائد ہدایت و رہنمائی، توحید کی طرف دعوت، اتمام

---

[1]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ا

حجت اور بدعتوں سے مقابلے سے عبارت ہے۔ جبکہ آپ کی نظر میں استقامت، امانت داری اور رحمت و کرم آنحضرتؐ کی سب سے اہم اور واضح صفات ہیں۔ خدا ہم سب کو آنحضرتؐ اور ان کی آل اطہارؑ کی سیرت کو اپنے لیے مشعل راہ بنانے اور دنیا و آخرت دونوں میں انہی ہستیوں سے متمسک رہنے کی توفیق عنایت کرے۔ آمین۔

منابع و مآخذ

قرآن مجید۔

۱. نہج البلاغہ، تحقیق و تصحیح: ڈاکٹر صبحی صالح، انتشارات ہجرت، قم، ۱۴۱۴ھ۔

۲. نہج البلاغہ، ترجمہ: علامہ سید ذیشان حیدر جوادی، محفوظ بک ایجنسی کراچی، ۱۹۹۹ء۔

۳. دیلمی، شیرویہ ابن شہردار، فردوس الاخبار، دار الکتب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔

۴. صدوق، محمد ابن علی، علل الشرایع، مکتبۃ الداوری، قم، ۱۳۸۵ش۔

۵. طبرسی، احمد ابن علی، الاحتجاج، دار نعمان، نجف اشرف، ۱۳۸۶ش۔

۶. کلینی، محمد ابن یعقوب، اصول کافی، دار لاضواء، بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

۷. مجلسی، محمد باقر ابن محمد تقی، بحار الانوار، موسسۃ الوفاء، بیروت، ۱۴۰۳ھ۔

۸. مجلسی، محمد تقی، روضۃ المتقین، بنیاد فرہنگ اسلامی۔

۹. معتزلی، عزالدین ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراہیم، دار لکتب العلمیہ، بیروت۔

۱۰. ہمدانی، میر سید علی ابن شہاب الدین، المودۃ فی القربیٰ، ترجمہ: آخوند تقی حسینی، جامعہ باب العلم سکردو۔

۱۱. ہندی، علی متقی، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۴۰۹ھ۔